۱۱۔ اُردو زبان کی ابتدا

سیّد احتشام حسین

پہلی بات : دنیا میں سیکڑوں زبانیں اور ہزاروں بولیاں بولی جاتی ہیں۔ عام طور پر زبان اور بولی میں یہ فرق مانا جاتا ہے کہ بولی کا کوئی تحریری ادب نہیں ہوتا جبکہ زبان کا اپنا تحریری ادب ہوتا ہے۔ دنیا کے بعض ممالک ایسے ہیں جہاں صرف ایک ہی زبان بولی جاتی ہے مثلاً سعودی عرب میں صرف عربی زبان بولی جاتی ہے۔ جرمنی کی زبان جرمن ہے۔ ایران کی زبان فارسی ہے۔ مگر ہندوستان میں کم و بیش پندرہ زبانیں اور سیکڑوں بولیاں بولی جاتی ہیں۔ ان زبانوں میں اُردو بھی ایک زبان ہے۔ دراصل زبان کے بغیر کسی سماج کا تصور نہیں کیا جاسکتا۔ زبان سماج کی تہذیبی شناخت ہوتی ہے۔ زبان کے ادبی خزانے میں اس سماج کے تمدنی حالات کو تلاش کیا جاسکتا ہے۔ زبان کیسے بنتی ہے، وہ سماج میں کیسے رواج پاتی ہے اور اس کی ترقی کس طرح ہوتی ہے ان باتوں کا تعلق اس زبان کی تاریخ سے ہوتا ہے۔ ذیل کے سبق میں اُردو زبان کا ارتقا کس طرح ہوا، اسے سمجھایا گیا ہے۔

جان پہچان : سیّد احتشام حسین اُردو کے مشہور ادیب ہیں۔ وہ ضلع اعظم گڑھ کے ایک قصبے مائل میں ۱۹۱۲ء میں پیدا ہوئے۔ ان کی ابتدائی تعلیم اعظم گڑھ اور اعلیٰ تعلیم الٰہ آباد میں ہوئی تھی۔ وہ ترقی پسند نقاد تھے۔ انھوں نے الٰہ آباد یونیورسٹی میں شعبۂ اُردو کے صدر کی حیثیت سے خدمات انجام دیں۔ ان کی مشہور کتابیں 'روایت اور بغاوت، ادب اور سماج، تنقید اور عملی تنقید، اُردو کی کہانی' اور 'اعتبارِ نظر' ہیں۔ ان کا سفرنامہ 'ساحل اور سمندر' بھی کافی مقبول رہا۔ یکم دسمبر ۱۹۷۲ء کو الٰہ آباد میں ان کا انتقال ہوا۔ ذیل کا سبق ان کی کتاب 'اُردو کی کہانی' سے لیا گیا ہے۔

ہم جس آسانی سے اپنی زبان بول لیتے ہیں، اس سے بہت کم یہ خیال ہوتا ہے کہ اس زبان کے بننے اور شروع ہونے میں کتنا وقت لگا ہوگا۔ جب مسلمان یہاں آئے تو وہ کوئی نہ کوئی زبان ضرور بولتے رہے ہوں گے اور جن لوگوں میں آئے، وہ بھی اپنی زبان رکھتے ہوں گے۔ آنے والوں میں عرب، ایرانی، افغانی، ترک، مغل ہر قسم کے لوگ تھے۔ یہاں جن جن جگہوں پر وہ لوگ گئے، وہاں الگ الگ زبانیں اُن کو ملیں۔ یہ تو تم سمجھ ہی سکتے ہو کہ جو لوگ باہر سے آئے تھے، وہ یہاں کے لوگوں پر اپنی زبان لاد نہیں سکتے تھے بلکہ اپنی ضرورت کی وجہ سے یہیں کی بولی بولنے پر مجبور تھے۔ اس طرح وہ زیادہ سے زیادہ یہ کر سکتے تھے کہ یہاں کی بولیوں میں اپنے کچھ الفاظ ملا دیں۔ ملاوٹ ہو جائے مگر اصل زبان یہیں کی رہے۔

پہلے پہل مسلمان بڑی تعداد میں سندھ میں آئے مگر ادھر ادھر زیادہ پھیل نہ سکے۔ یہ آٹھویں صدی کی بات ہے۔ اس لیے وہاں جو نئی سندھی زبان بن رہی تھی اسی پر ان کا کچھ اثر پڑا۔ پھر دسویں اور گیارہویں صدی میں مسلمان بڑی تعداد میں درۂ خیبر کے راستے سے آنے لگے اور سارے پنجاب میں پھیل گئے۔ پھر قریب قریب سو سال تک ان میں اور وہاں کے بسنے والوں میں میل جول بڑھتا رہا۔ چونکہ ہمارے پاس اس وقت کی زبان کے نمونے موجود نہیں ہیں اس لیے بتانا مشکل ہے کہ وہاں کی زبان پر ایک دوسرے کے میل جول سے کیا اثر پڑا۔ اسی اثر کی وجہ سے بہت سے لوگوں کا خیال ہے کہ جس کو ہم اُردو کہتے ہیں، وہ پنجاب میں بنی۔ یہ بات کچھ کچھ صحیح ہے۔ شروع میں ہم کو اُردو پر پنجابی کا اثر ملتا ہے مگر صحیح بات یہ ہے کہ جس طرح پنجابی زبان بن رہی تھی، اسی طرح دلّی کے پاس کی بولیوں میں مل کر اُردو بھی بن رہی تھی اور جب دلّی ہی دارالسلطنت بن گیا تو ہر بولی کے بولنے والے وہاں آنے لگے۔ قرب و جوار کی سب بولیاں ایک دوسرے سے ملتی جلتی تھیں ہی، یہاں اور زیادہ میل ہوا۔ اس لیے شروع

میں کئی اثر اُردو پر دِکھائی دیتے ہیں۔ دلّی اور اس کے پورب میں جو بولی بولی جاتی تھی اس کو 'کھڑی بولی' کہا جاتا ہے۔ اس کھڑی بولی نے دھیرے دھیرے ایسا روپ دھار لیا کہ اس میں ضرورت کے مطابق فارسی، عربی، ترکی کے لفظ شامل ہو گئے اور وہ فوجوں کے ساتھ پھیلنے لگے۔ اس لیے ہم آسانی کے لیے کہہ سکتے ہیں کہ اُردو زبان کھڑی بولی کے اندر نکھر کر ایسی زبان بن گئی جس میں تھوڑے ہی دنوں میں شعر کہے جانے لگے اور کتابیں تیار ہونے لگیں۔

یہ جو اوپر کہا گیا ہے کہ فوجوں کے ساتھ دہلی کے پاس والی بولی ہر طرف پھیلنے لگی اس کا مطلب یہ ہے کہ فوج میں ہر جگہ کے لوگ ہوتے تھے۔ انھیں ایک ساتھ رہنا اور ایک جگہ سے دوسری جگہ جانا پڑتا رہا ہوگا۔ اب اگر وہ ایسی زبانیں نہ بولیں جسے زیادہ لوگ سمجھ سکتے ہیں تو ان کا کام نہیں چل سکتا تھا۔ اسی طرح تاجر بھی زبان اپنے ساتھ لے جاتے ہیں۔ دلّی سے جو حاکم دور دور بھیجے جاتے رہے ہوں گے وہ بھی اپنی بولی اپنے ساتھ لے جاتے رہے ہوں گے۔ پھر مذہبی کام کرنے والے صوفی لوگ زبان کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جاتے تھے۔ عام لوگوں کو اپنی بات سمجھاتے تھے۔ اس لیے وہ زبان جو مرکز میں یعنی دلّی میں بولی جانے لگی تھی، وہ ملک کے مختلف حصوں میں پہنچنے لگی۔

مسلمان جو یہاں آئے تھے، وہ یہیں رہ پڑے۔ اسی دیس کو انھوں نے اپنا دیس سمجھا۔ یہیں پیدا ہوئے، یہیں جیے اور یہیں مرے۔ یہیں کے حالات نے انھیں بادشاہ اور فقیر بنایا۔ بادشاہ بن کر بھی اُنھوں نے یہیں کی زبان سے کام لیا اور فقیر بن کر بھی یہیں کی بولی بولے۔ اس سلسلے میں سب سے زیادہ اہم کام امیر خسرؔو کا ہے جو امیر بھی تھے، فقیر بھی، شاعر بھی تھے گایک بھی، بادشاہوں کے دوست بھی اور غریبوں کے یار بھی۔ انھوں نے فارسی میں بہت سی کتابیں لکھیں جن سے ان کی ہندوستان کی محبت پھوٹی پڑتی ہے۔ مگر انھوں نے یہاں کی بولی میں جو کچھ لکھا ہے وہ اس لیے کبھی بھلایا نہیں جاسکتا کہ اس وقت اس بولی میں لکھنا عام بات نہیں تھی۔ ان کی بہت سی پہیلیاں، دوہے، گیت اب بھی لوگوں کی زبان پر ہیں۔ اس وقت تک اُردو کی کوئی خاص شکل نہیں بنی تھی اس لیے ان کی بولی کبھی کھڑی بولی سے مل جاتی ہے، کبھی برج بھاشا سے اور کبھی اس میں کئی بولیاں ملی ہوتی ہیں۔ بہرحال، امیر خسرؔو کو ہندی والے اپنا کوی سمجھتے ہیں، اُردو والے اپنا شاعر۔

اس طرح اُردو دلّی کے قریب پیدا ہوئی اور نکھرنے لگی۔ دھیرے دھیرے ملک کے دوسرے حصوں میں پھیلنے لگی۔ شروع میں اس کا نام زبانِ ہند، ہندی، ہندوی اور دہلوی رہا۔ بعد میں زیادہ تر ہندی کے نام سے یاد کی گئی۔ جب دکن اور گجرات میں اس کا بول بالا ہوا تو اسے دکنی اور گُجری بھی کہنے لگے۔ دہلی میں شاعری کی زبان کو ریختہ کہتے تھے۔ کبھی کبھی اس زبان کو اُردوئے معلّٰی بھی کہا گیا مگر بعد میں اسے زیادہ تر اُردو ہی کہا گیا۔

معنی و اشارات

دارالسلطنت – حکومت کا مرکز — Capital

قرب و جوار – نزدیک، پاس — Surrounding, vicinity

پورب – مشرق — East

کھڑی بولی – دوآبہ کے علاقے میں بولی جانے والی زبان — Language of Delhi and Meerut, Urdu dialect and idioms spoken in Western UP, India

روپ دھار لینا – صورت شکل اختیار کرلینا — Adopt a guise, impersonate

صوفی – پرہیزگار — Abstemious person, Sufi

برج بھاشا – متھرا اور آگرہ میں بولی جانے والی زبان — Dialect spoken in the area of Agra and Mathura

ریختہ – ملی ہوئی زبان، اُردو جو مختلف زبانوں سے مل کر بنی ہے
Old term for Urdu, mixed, Urdu language

اُردوئے معلّٰی – لال قلعے میں بولی جانے والی زبان
Urdu language as spoken in Delhi Fort in the late Mogul period, refined Urdu

مشق

❂ **قوس کے مناسب متبادل کا انتخاب کرکے خالی جگہ پُر کیجیے۔**

۱۔ پہلے پہل مسلمان بڑی تعداد میں .... میں آئے۔ (عرب، سندھ، درۂ خیبر)

۲۔ دلّی اور اس کے پورب میں جو 'بولی' بولی جاتی تھی اس کو .... کہا جاتا ہے۔ (کھڑی بولی ، ریختہ، پوربی)

۳۔ امیر خسرؔو نے .... میں بہت سی کتابیں لکھیں جن سے ان کی ہندوستان کی محبت پھوٹی پڑتی ہے۔(فارسی ، کھڑی بولی ، برج بھاشا)

۴۔ اُردو زبان .... کے اندر نکھر کر ایسی زبان بن گئی جس میں شعر کہے جانے لگے۔ (اُردوئے معلّٰی ، پوربی ، کھڑی بولی)

۵۔ دہلی میں شاعری کی زبان کو........... کہتے تھے۔ (اُردوئے معلّٰی، ریختہ، ہندوستانی)

❂ **سبق کی روشنی میں رواں خاکہ مکمل کیجیے۔**

اُردو
....
....
....
....

7BPLBA

❂ **جس طرح فارس کی زبان فارسی اور عرب کی زبان عربی ہے، اسی طرح ذیل کا خاکہ مکمل کیجیے۔**

گجرات	دکن	پنجاب	سندھ
....	....	....	....

❂ **اُردو زبان کی ارتقائی ترتیب لکھیے۔**

اُردوئے معلّٰی، ریختہ، بولی، برج بھاشا، کھڑی بولی، اُردو

☐ ← ☐ ← ☐ ← ☐ ← ☐

❂ **متعلقہ الفاظ کی جوڑیاں لگائیے۔**

گروپ 'الف'	گروپ 'ب'
حکومت کا مرکز	گایک
تجارت کرنے والا	فوج
گیت گانے والا	دارالسلطنت
سپاہیوں کی ٹکڑی	تاجر

❂ **رواں خاکہ مکمل کیجیے۔**

زبان کی توسیع و اشاعت –
زبان ان کے ذریعے عام لوگوں تک پہنچتی ہے
↓
....

❂ **امیر خسرؔو کے بارے میں چند جملے لکھیے۔**

❂ **انٹرنیٹ کے ذریعے اُردو زبان کے بارے میں مزید معلومات حاصل کیجیے۔**

قواعد

واوِ عطف

یہ فقرے غور سے پڑھیے: غریب اور امیر، دل اور دماغ، لباس اور آرائش، نزدیک اور دور، بلند اور پست
ان فقروں میں دو لفظوں کو لفظ 'اور' سے جوڑا گیا ہے۔ کبھی کبھی 'اور' کی جگہ انھیں حرف 'وٗ' سے بھی جوڑا جاتا ہے جیسے غریب و امیر، دل و دماغ، لباس و آرائش، نزدیک و دور، بلند و پست۔
فارسی اور عربی لفظوں کو جوڑنے کے لیے ایسا کیا جاتا ہے اس واو کو **'واوِ عطف'** کہتے ہیں۔
لفظوں کی ایسی ترکیبوں میں 'وٗ' کو پہلے لفظ کے آخر سے جوڑ کر پڑھا جاتا ہے۔ مثلاً غریبو امیر، دِلو دماغ وغیرہ۔